۳۸واں باب

نبوّت کا پانچواں سال (جاری)

لقمان علیہ السلام کی وصیت سے قریش اور مومنین کو نصیحت

۳۸ واں باب

لقمان علیہ السلام کی وصیت سے قریش اور مومنین کو نصیحت

مکّہ میں دعوت کی مہم اپنے عروج کی جانب بڑھ رہی ہے پچھلے دنوں روح الامین سورہ طٰہٰ لے کر تشریف لائے تھے جس میں موسیٰ کی سرگذشت کو ماڈل بنا کر اہلِ ایمان کو صبر و استقامت کی تلقین کی ہے اور ساتھ ہی فرعون اور آلِ فرعون کے اندوہ ناک انجام اور ناکام و نامراد انسانوں کے نمونے سے معاندین و مکذّبین کو عبرت دلائی گئی ہے۔ آیئے حالات کا جائزہ لیجیے آج مکّہ میں کیا اہم موضوع گلی گلی اور کوچے کوچے زیرِ بحث ہے؟

اہلِ ایمان نوجوان لڑکے اور لڑکیوں سے خاندان کے بزرگوں کا مطالبہ

صورت یہ ہے کہ پانچواں سال اپنے وسط سے آگے کی جانب سرک رہا ہے، ظلم کی چکی میں پسنے والے مسلمان غلام اور لونڈیوں کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خرید کر آزاد کرا دینے کے باعث ظلم و ستم کا ایک محاذ ٹھنڈا ہو گیا ہے مگر قریش کے عالی خاندانوں کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو کم و بیش ۱۰۰ کی تعداد میں تھے اور اہلِ ایمان کی اکثریت انھی پر مشتمل تھی، اپنے والدین اور بزرگوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور ہر وقت کی تنقید اور تذلیل کا ہدف ہیں اور اِس مطالبے میں دبے ہوئے ہیں کہ محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دیں۔

حجاز کا عظیم دانش ور لقمان حکیم

مکّہ میں معروف و مقبول ایک عظیم دانش ور کی نصیحتوں سے جو اُس نے اپنے بیٹے کو کی تھیں، اہلِ مکّہ کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹوں کو اور بیٹیوں کو ایسی نصیحتیں کرو جیسی لقمان حکیم نے کی تھیں نہ کہ اُس کا الٹ یہ کرو کہ اُنھیں شرک پر آمادہ کرو۔ مسئلہ سارا یہ تھا کہ توحید کے مقابلے میں اور شرک چھوڑنے کے مقابلے میں سردارانِ قریش کو جو چیز بھاری تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت اور

سرداری کو زندگی کے ہر معاملے میں اپنی قیادت اور سرداری کو بھول کر قبول کر لینا تھا، اس لیے وہ ہر مسلّمہ چیز کو جسے اسماعیل سے یا لقمان حکیم سے پاتے تھے صرف اس لیے قبول کرنے سے کتراتے تھے کہ محمدؐ کی قیادت قبول نہ کرنی پڑ جائے۔ آج بھی نام نہاد سیکولر اور لبرل مسلمانوں کا بھی اصل مسئلہ یہی ہے کہ یہ سنّتِ رسول اللہ ﷺ کو حجت نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ انھیں جو دل چاہے کرنے دیا جائے، اس دل چاہی راہ میں اصل رکاوٹ سنّت رسول اللہ ﷺ ہے۔[۵۵] اِن میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے انکار کر دیں۔

یہ سورۃ بتارہی ہے کہ والدین کے حقوق تو بے شک اللہ کے بعد سب سے زیادہ اہم ہیں مگر اللہ کی نافرمانی میں والدین کی اطاعت کیوں کر ممکن ہے؟ یہی بات ایک اور انداز سے سورۂ عنکبوت میں بھی فرمائی گئی ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دونوں سورتیں ایک ہی زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ لیکن جیسا کہ سیّد مودودیؒ کہتے ہیں کہ "دونوں کے مجموعی انداز بیان اور مضمون پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورۂ لقمان پہلے نازل ہوئی ہے، اس لیے کہ اس سورہ کے پس منظر میں کسی شدید مخالفت کا نشان نہیں ملتا، اور اس کے بر عکس سورۂ عنکبوت کو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے نزول کے زمانے میں مسلمانوں پر سخت ظلم و ستم ہو رہا تھا۔" [تفہیم القرآن، جلد چہارم صفحہ ٦]

نیکی اور بدی کے تصورات پر مبنی اخلاقی مسلّمات کہاں سے آئے؟

اس سورۃ کا مقصود یہ بتانا ہے کہ اے اہلِ مکّہ تمھارے صحیح الفکر لوگ جو عقلِ سلیم رکھتے تھے

۵۵ آج ہمارا نام نہاد مسلمان معاشروں میں ایسے کلمہ گو لوگوں سے سابقہ ہے جنھیں ہم مسلمان جانتے ہیں مگر وہ سارے فرائض [بالخصوص نماز اور زکوٰۃ] کے اعلانیہ تارک اور ہر منکر [بالخصوص بے حیائی، شادی کے دائرے سے باہر جنسی آوارگی، سود، رشوت اور معاملات میں بددیانتی اور شرک و بدعت] میں سرتاپا ملوث ہیں۔ یہ لوگ جاہلیت میں [یعنی سیکولرازم، لبرل ازم، عقل پرستی، روشن خیالی اور نفس پرستی میں] مشرکینِ مکّہ سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں، یہ کم نصیب روزِ محشر میں رسول اللہ کے ہاتھوں اپنی پیاس بجھانے کے لیے حوضِ کوثر کے قریب پھٹک بھی نہ سکیں گے مردم شماری اور انتخابات کی فہرستوں میں ان کا نام ضرور مسلمانوں کے رجسٹر میں لکھا ہے وہاں اللہ ہی فیصلہ کرے گا کہ یہ اللہ کے بندے تھے یا ابلیس کے، اِن کے دعووں کی پشت پر ان کے نامہ اعمال کا ثبوت وہاں درکار ہوگا۔ اِن نام نہاد مسلمانوں کا بھی اصل مسئلہ یہی ہے کہ یہ سنّتِ رسول اللہ ﷺ کو حجت نہیں مانتے۔

وہ بھی توحید کے قائل اور شرک سے متنفر تھے اور یہی فطرت کا مطالبہ ہے۔ یہ فطرت اللہ کی بنائی ہوئی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ غور و فکر اور تدبر کرنے والے دانش ورانِ حقائق تک کس طرح پہنچتے؟ ملحد فلاسفہ جب اخلاقیات پر گفتگو کرتے ہیں تو وہ اِن کو عقلِ عام کے معروف اخلاقی مسلمات کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ...... جس کا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں کہ...... یہ اخلاقی مسلمات آئے کہاں سے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ انسان کو یہ مطالباتِ فطرت، فاطر السمٰوات والارض نے ودیعت کیے جو چڑیا کو اُڑنا، مچھلی کو تیرنا، چوزے کو ٹھونگ مارنا اور انسان کے بچے کو ماں کی چھاتی سے دودھ پینا سکھاتا ہے۔ یہ سورۃ قرآن کی تائید میں ایک ایسے حکیم کے اقوال سے شہادت پیش کرتی ہے جس نے زندگی کے حقائق پر غور کیا تھا اور جو قرآن کے مخالفین و مکذّبین کے نزدیک بھی حجّت تھا۔ قرآن اس کے علاوہ آفاق و انفس سے بھی دلائل پیش کرتا ہے۔

۵۶: سُوْرَۃُ لُقْمٰن [۳۱ — ۲۱: اتل ما اوحی]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٓمّٓ۔ یہ حکمت سے بھری کتاب اچھے اور نیک لوگوں کے لیے ہدایت ہے، اللہ کی جانب سے رحمت ہے اُن کے لیے جو مرے پیچھے اللہ کے حضور حاضری کا یقین رکھتے ہوئے نماز کا اہتمام کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت یاب ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہوں گے۔ ذرا دیکھو، انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بے مقصد دل فریبیوں[۵۶] کو

---

۵۶ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں، ان بے مقصد دل فریبیوں کو معاشرے میں پھیلانے والوں کی ایک مثال دورِ نبوت میں نضر بن حارث تھا، یہ بدنصیب مکّہ کے جاہلوں میں سے ایک بڑا جاہل تھا، ہر دور میں فنونِ لطیفہ کے نام پر جاہلیہ اسلام کی سدِّ راہ بنتی ہے۔ نضر یہودیوں کے پاس حیرہ گیا۔ وہاں اُس نے یہود و نصاریٰ کی مردوں اور عورتوں کی مخلوط معاشرت دیکھی، اُن کی کتب کا جائزہ لیا، اُن کے گیت سیکھے اور بادشاہوں کے واقعات اور رستم واِسفندیار کے قصے سیکھ کر مکّہ واپس آیا، اُس کا طریقِ واردات یہ تھا کہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دینِ اسلام کی باتیں کرتے اور اللہ کے غضب سے لوگوں کو ڈراتے، وہاں آپ کے بعد نضر بن حارث پہنچ جاتا اور کہتا کہ واللہ! محمد کی باتیں مجھ سے بہتر نہیں، اس کے بعد وہ فارس کے بادشاہوں اور رُستم واسفندیار کے قصے لہک لہک کر سناتا اور پھر داد چاہنے کے لیے دریافت کرتا کہ دیکھو محمدؐ کی باتوں سے زیادہ میرے قصّے دلچسپ ہیں نا! کاش اُسے معلوم ہوتا!
نضر بن حارث نے رقّاصاؤں [ناچنے والیوں] کو رکھا ہوا تھا، جب وہ کسی کے متعلق سنتا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف مائل ہو رہا ہے تو اُس کے پاس اِن کو لے جاتا اور رقّاصاؤں سے کہتا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اور گانے سناؤ اور اُس نوجوان سے جو جاہلیت کو چھوڑ کر اسلام پر مائل تھا کہتا کہ تمھارے لیے یہ لڑکیاں اور گانے اُس سے بہتر ہیں جس کی طرف تم کو محمدؐ بلاتے ہیں۔ موجودہ دور میں ہمارا میڈیا بھی اسی طرح کی بے مقصد دل فریبیوں کو پھیلانے میں پیش پیش ہے، اِن بے مقصد دل فریبیوں میں وہ کھیلوں کے میچ بھی شامل ہیں جن

معاشرے میں اس لیے پھیلاتے ہیں تاکہ عوام کو اللہ کے راستے سے بغیر کسی علم اور دلیل کے گم راہ کریں اور اللہ کی جانب سے انسانوں کے لیے نازل کیے ہوئے تمدن اور فلسفے کا مذاق اُڑائیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے سخت ذلیل کرنے والا عذاب اللہ نے تیار کیا ہے۔

محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مخالفت میں پیش پیش ان نام نہاد دانش وربوجھ بجھکڑوں کو جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ بڑے تکبّر سے اس طرح منہ پھیر لیتے ہیں گویا کچھ سُنائی ہی نہیں دیا، یا پھر کانوں سے بہرے ہیں۔ ٹھیک ہے انھیں ایک دردناک عذاب کی پیشگی 'خوش خبری' سُنادو۔ البتہ جو لوگ ایمان لارہے ہیں اور ساتھ ہی نیک عمل کررہے ہیں، اُن کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا پکا وعدہ ہے اور وہ زبردست اختیارات و طاقت والا ہے اور حکیم بھی۔

اللہ نے زمین پر ایسے ستونوں کے بغیر آسمانوں کی چھت تانی ہے جو تم کو نظر نہیں آتے۔ اُس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے تاکہ وہ متوازن رہے تمھیں لے کر لڑھک نہ جائے اور اُس میں نوع بہ نوع حیات [جان دار] زمین میں پھیلادی۔ ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں نوع بہ نوع، ایک سے ایک سود مند عمدہ نباتات [سبزیاں، غلے، پھل، پھول وغیرہ] اگادیں۔ اے محمدؐ اِن سے کہیے یہ ساری چیزیں تو اللہ نے پیدا کی ہیں، ذرا اب مجھے دکھاؤ کہ جھوٹے معبودانِ غیر اللہ نے کیا پیدا کیا ہے؟ در حقیقت یہ ظالم (مشرک) لوگ کھلی گم راہی اور حماقت میں مبتلا ہیں۔ [مفہوم آیات ۶ تا ۱۱]

جناب لقمان نبی تھے یا اللہ کے ایک بندے؟ اصحابِ تفسیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا، مگر انھوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اور جن باتوں کا ذکر فرمایا وہ ان کی حکمت پر دلالت کرتی ہیں۔ لوگ جناب لقمان کی شخصیت سے خوب واقف تھے اور ان کے اقوال کو اپنے اشعار اور خطبات میں نقل کیا کرتے تھے۔ اگلی آیات میں لقمان حکیم کی وہ نصیحت مذکور ہے جو اُس نے شرک سے بچنے کے لیے اپنے بیٹے کو کی تھی، یہ ایک کھلا سوال ہے کہ تم کیسے لوگ ہو؟ کہ اپنے مستند رہنما کی روش کے برخلاف اپنے بیٹوں کو شرک پر جمنے کی تلقین کرتے ہو۔

کا بخار ہفتوں کے لیے قوم پر طاری ہو جاتا ہے اور ہمارے بڑے بڑے جبہ و دستار والے دین دار لوگ اور دینی گھرانے جو ناچ گانے والی لڑکیوں کے چکر میں آکر بے مقصد وقت گزاری کا شکار نہیں ہوتے ہفتوں ایک کے بعد ایک میچ دیکھنے، اس کی کمنٹری سننے اور اس پر تبصرہ کرنے میں گزار دیتے ہیں جیسے یہ زندگی اسی بے مقصد کام کے لیے اُنہیں دی گئی تھی۔ قرآن کو اس ذوق و شوق سے نہیں پڑھا جاتا جس ذوق و شوق سے زندگی ان میچوں کی نذر ہو جاتی ہے!

ہم نے لقمان کو حکمت و دانائی (معاملات کی گہری سوجھ بوجھ) عطا کی تھی جس کی بدولت وہ جان گیا تھا کہ اُسے ہر دم اللہ کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ جو کوئی اللہ کا شکر کرے اُس کا شکر اُس کے اپنے ہی لیے مفید ہے۔ اور جو ناشکری کرے گا تو حقیقت میں اللہ کو اُس کی ضرورت نہیں وہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے۔

ذرا یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو ہم سر نہ ٹھہرایو۔ بلا شک و شبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کا حق پہچاننے اور اُن کے ساتھ ادب سے خدمت گزاری کی تاکید کی ہے۔ اُس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اُٹھا کر اُس کو اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال کی مدت تک اُسے اپنے سینے کا رس پلایا۔ پس تجھے چاہیے کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر گزار رہے، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔

والدین کی اس ساری بزرگی اور اُن کی شکر گزاری کی اس ہدایت کے باوجود یہ خیال رہے کہ اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ تو کسی چیز کو شریک کرے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کی بات ہر گز نہ ماننا۔ مگر [اُن کے شرک کے باوجود] دُنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ ہی لازمی ہے۔ پیروی اُن کے راستے کی کرنا جو میری فرماں برداری کرنے والے ہیں۔ انجام کار تم سب کو لوٹ کر میری ہی طرف آنا ہے، وہاں میں تمھیں دنیا کے اندر تمھاری ساری کار گزاری سے آگاہ کر دوں گا۔ اور لقمان نے کہا تھا کہ بیٹا! کوئی چیز [اچھا یا بُرا عمل] رائی کے دانے جتنی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ کسی گھاٹی میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کسی بھی جگہ پوشیدہ ہو، اللہ اُسے سامنے لے آئے گا۔ وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔ اے میرے بیٹے، نماز کا اہتمام[۵۷] کرنا، لوگوں کو نیکی کی طرف متوجہ کرنا، بدی سے منع کرنا، اور تجھ پر جو بھی مصیبت آئے اُس پر صبر کرنا۔ یہ سارے کام بڑے حوصلے کے ہیں جن کے لیے بڑا عزم درکار ہے۔ اور لوگوں سے بے رخی اور تکبّر سے نہ پیش آنا، نہ زمین میں اکڑ کر چلنا کہ اللہ کسی اکڑ دکھانے والے اور فخر کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال[۵۸] اختیار کرنا اور لوگوں سے گفتگو میں اپنی آواز کو ذرا پست[۵۹] رکھ، سب آوازوں سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے۔

---

۵۷ نماز کو خود خشوع و خضوع اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنا اور دوسروں کے لیے انتظام کرنا۔

۵۸ چلتے ہوئے نہ تکبّر اور غرور کا اظہار ہو اور نہ ہی مسکینی اور فقر و فاقہ کا۔

۵۹ غرور یا غصے سے آواز غیر ضروری طور پر بلند نہ ہو۔

اے انسانو! کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزوں کو تمھاری خدمت کے لیے لگا رکھا ہے اور اس کائنات میں اپنی تمام تخلیق کردہ اشیا اور طاقتوں کو جن میں کچھ تم پر ظاہر ہیں اور بہت سی جن کو تم نہیں جانتے، سب کو تم پر نچھاور کر دیا ہے، پھر بھی انسانوں میں سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی دلیل، ہدایت یا روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں۔

[مفہوم آیات ۱۲ تا ۲۰]

اگلی آیات میں مشرکین کی اس نامعقولیت کا تذکرہ ہے کہ ایک چیز جو عقلِ سلیم تسلیم کرتی ہے اُسے چھوڑ کر باپ دادا کی اندھی تقلید پر تم جمنا چاہتے ہو!

اور جب ان کو دعوت دی جاتی ہے کہ اللہ کی نازل کردہ ہدایت کی پیروی کرو تو اُن کا جواب ہوتا ہے کہ نہیں، ہم تو اُس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباواجداد کو پایا ہے۔ اِن کا یہ جواب کتنا احمقانہ ہے کیا یہ انھی کی پیروی کریں گے خواہ شیطان اُن کو عذابِ دوزخ کی طرف بلا رہا ہو؟ جو شخص اپنا منہ اللہ کی طرف تسلیم و فرماں برداری کے ساتھ پھیر لے[۶۰] اور وہ حقیقتاً نیک کام کرنے والا ہو تو بلا شبہ اُس شخص نے ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا ہے، آخرِ کار تمام معاملات کا فیصلہ تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اے نبی تمھاری جانب سے اس کتاب کو سنانے اور دعوت کو کھول کر بیان کرنے کے باوجود جو کوئی تکذیب کرتا اور تمھاری بات نہیں مانتا ہے تو اُس کا یہ کفر کا رویہ تمھیں غمگین نہ کرے، انھیں واپس تو ہماری ہی طرف آنا ہے، ہم انھیں وہاں جتا دیں گے کہ وہ کیا [صحیح اور کیا غلط] کر کے آئے ہیں۔ یقیناً اللہ دلوں کے چھپے ہوئے رازوں سے بھی واقف ہے۔ ہم نے تھوڑی دیر انھیں دُنیا میں لطف اُٹھانے کی مہلت دی ہے، پھر ان کو ایک سخت عذاب کی طرف دھکیل دیں گے۔

[مفہوم آیات ۲۰ تا ۲۴]

اہلِ عرب کے اپنے مسلّمات سے اِن کے اعتراضات کا جواب کہ اگر تم تسلیم کرتے ہو کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے تو پھر تم ہی بتاؤ کہ وہ کتنی عظیم ذات ہو گی، اگر اُس کی تخلیق کردہ ایک ایک چیز کی تفصیلات تحریر کرنی شروع کی جائیں تو یہ کائنات کیا تمھارے وہم و

---

۶۰ یعنی اپنے آپ کو اور اپنے تمام معاملات کو اللہ کے حوالہ کر دے

گمان کی وسعتیں اُس کے لیے تحریر کا سامان مہیا کرنے سے قاصر ہو جائیں۔ ایسے بڑے بادشاہ کے دربار میں کون ہے جو سفارش کر سکے، کون ہے جو اُس کے علاوہ تمھاری دادرسی کر سکے، کون ہے جو تمھیں نجات دے سکے؟

کائنات کی ہر چیز اور اس میں جاری ہر کام توحیدِ باری اور وجوبِ قیامت پر شاہد ہے

اے نبیؐ اُن تکذیب کرنے والوں سے اگر تم سوال کرو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے، تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ کہو وہی تو شکر کا سزاوار بھی ہے مگر اس بات کا اِن میں سے اکثر لوگ ادراک ہی نہیں رکھتے ہیں۔ سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے، بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے اور کوئی اُس ذات کی حمد و تعریف کرے نہ کرے فی الواقع وہی آپ سے آپ، خود بخود ساری تعریفوں کا سزاوار ہے۔ اگر زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر بمع مزید سات سمندروں کے روشنائی ink مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں اور اُس کی نشانیاں پوری نہ لکھی جا سکیں گی وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یومِ آخرت کو جھٹلانے والوں کو بتاؤ کہ تم سارے انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر مرے پیچھے دوبارہ حساب و کتاب کے لیے اُٹھانا تو اُس کے لیے کوئی بڑا کام نہیں جس پر تمھیں حیرت ہو، اُس کے لیے تو بس یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کو پیدا کرنا اور مار کر پھر زندہ اُٹھانا۔ بلاشبہ اللہ سب کچھ سُننے اور دیکھنے والا ہے۔ [مفہوم آیات ۲۵ تا ۲۸]

کیا تمھارا یہ مشاہدہ نہیں ہے کہ اللہ رات میں دن لے آتا ہے اور دن میں رات کو، اُس نے سُورج اور چاند کو تابع فرمان بنایا ہوا ہے، سب سیّارے گردش کے لیے ایک نظام الاوقات (کے ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصے تک) کی پابندی کیے جا رہے ہیں، اور کیا تم نہیں جانتے کہ تمھاری ایک ایک حرکت سے اللہ باخبر ہے۔ یہ سارا سسٹم اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی خالقِ حقیقی ہے اور معبودِ حقیقی بھی! اُسے چھوڑ کر جن دُوسروں کو یہ مشکل کشا اور حاجت روا بناتے ہیں وہ سب باطل ہیں، بلاشبہ اللہ ہی بزرگ و برتر ہے [مفہوم آیات ۲۹ تا ۳۰]

کیا تمھارا یہ مشاہدہ نہیں کہ کشتی پانی (سمندر یا دریا) میں چلتی ہے، یہ اس لیے ہے کہ وہ تمھیں اپنی نشانیاں[61] دکھائے۔ بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر صبر اور شکر کرنے والے فرد کے لیے۔ انسانوں کا حال یہ ہے کہ بحری سفر کے دوران جب سمندر میں موجیں سائبانوں کی طرح ان کو ڈھانپ لیتی ہیں تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں اپنی اطاعت و فرماں برداری کو بالکل خالقِ حقیقی کے لیے خالص کرنے کا اعلان کر کے، پھر جب اللہ، وہ خالقِ حقیقی نجات دے کر انھیں خشکی پر لے آتا ہے تو ان میں سے کوئی تو اپنے عہد پر قائم راہِ راست پر جمتا ہے مگر باقی پھر اللہ کو بھول جاتے ہیں اور ہماری آیات سے کوئی رو گردانی نہیں کرتا اور نہ ہی انھیں بھلاتا ہے مگر ہر وہ شخص جو بد عہد اور ناشکرا ہے۔ [مفہوم آیات ۳۱ تا ۳۲]

لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچنے کی فکر کرو اور اُس دن سے ڈرو جس دن نہ کوئی باپ اپنی اولاد کے کام آسکے گا اور نہ ہی کوئی اولاد اپنے والدین کے کام آسکے گی۔ بلاشبہ قیامت میں حساب و کتاب کے لیے اللہ کا وعدہ پورا ہونے والا ہے تو پھر یہ دنیا کی زندگی تمھیں فریب میں نہ ڈالے اور نہ ہی کوئی دھوکہ باز فریب کار[62] تم کو اللہ کے معاملے میں فریب میں ڈالے۔ اُس قیامت کے واقع ہونے کی قطعی تاریخ اور گھڑی کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹوں[63] میں ہوتا ہے، کسی انسان کو نہیں معلوم کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا اور نہ کسی شخص کو یہ پتا ہے کہ زمین کے کس خطّے میں وہ مرے گا، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔ [مفہوم آیات ۳۳ تا ۳۴]

☆☆☆☆

---

٦١ اللہ نے ہوا، پانی اور لکڑی میں مناسب طبعی اور کیمیائی اوصاف ودیعت built in کر کے کشتی کو ڈوبے بغیر تیرنے کے قابل بنایا، یہ کام اللہ کی طاقت اور کاری گری کی ایک نشانی ہے۔

٦٢ مراد ہیں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش سردارانِ قریش۔

٦٣ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آج کل تو الٹرا ساونڈ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ الٹرا ساونڈ سے تو صرف جسمانی ساخت/بناوٹ معلوم ہوتی ہے، یہ تو ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والی جان کند ذہن ہو گی یا ذہین، نیک اور مصلح ہو گی یا غنڈہ بدمعاش، شاعر بنے گی یا مزدور کسان یا مصور یا سائنس دان یا فرماں روئے وقت ہو گی یا نادار مزدور و مظلوم؟ اس ننھی سی جان کی زندگی کے سارے پہلوؤں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے جو اس کا خالق ہے۔